



سوال

(42) رمضان کے روزوں کی فرضیت اور وقت کا بیان

جواب

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

رمضان کے روزوں کی فرضیت اور وقت کا بیان

الجواب بعون الوهاب بشرط صحة السؤال

وعلیکم السلام ورحمۃ اللہ وبرکاتہ!

الحمد للہ، والصلاة والسلام علی رسول اللہ، أما بعد!

ماہ رمضان المبارک کے روزے رکھنا اسلام کے ارکان میں سے ایک رکن ہے اللہ تعالیٰ کی طرف سے مقرر کردہ فرائض میں سے ایک فریضہ ہے جو دین اسلام سے بدیہی اور واضح طور پر معلوم ہوتا ہے۔

رمضان المبارک کے روزوں کی فرضیت کے بارے میں کتاب اللہ اور سنت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے دلائل کے علاوہ اجماع بھی ہے۔ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے :

يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا كُتِبَ عَلَيْكُمُ الصِّيَامُ كَمَا كُتِبَ عَلَى الَّذِينَ مِن قَبْلِكُمْ لَعَلَّكُمْ تَتَّقُونَ **183** أَيَا مَعْدُودَاتٍ فَمَن كَانَ مِنكُم مَّرِيضًا أَوْ عَلَى سَفَرٍ فَعِدَّةٌ مِّنْ أَيَّامٍ أُخَرَ وَعَلَى الَّذِينَ يُطِيقُونَهُ فِدْيَةٌ طَعَامُ مَسْكِينٍ فَمَن تَطَوَّعَ خَيْرًا فَهُوَ خَيْرٌ لِّهِ وَأَن تَصُومُوا خَيْرٌ لَّكُمْ إِن كُنْتُمْ تَعْلَمُونَ **184** شَهْرُ رَمَضَانَ الَّذِي أُنزِلَ فِيهِ الْقُرْآنُ فِيهِ لِلنَّاسِ لَدَيْهِمْ مِنَ الْبُدَىٰ وَاللَّذَىٰ وَالْفُرْقَانِ فَمَن شَبِهَ مَنكُمُ الشَّهْرَ فَلْيَصُمْهُ وَمَن كَانَ مَرِيضًا أَوْ عَلَى سَفَرٍ فَعِدَّةٌ مِّنْ أَيَّامٍ أُخَرَ يُرِيدُ اللَّهُ بِكُمُ الْيُسْرَ وَلَا يُرِيدُ بِكُمُ الْعُسْرَ وَلِيُتِمَّلُوا الْعِدَّةَ وَلِيُتَّبِحُوا عَلَيَّ وَاللَّهُ عَلَىٰ مَا بَدَيْتُمْ وَ لَعَلَّكُمْ تَشْكُرُونَ **185** ... سورة البقرة

"اے ایمان والو! تم پر روزے رکھنا فرض کیا گیا جس طرح تم سے پہلے لوگوں پر فرض کئے گئے تھے، تاکہ تم تقویٰ اختیار کرو (183) گنتی کے چند ہی دن ہیں لیکن تم میں سے جو شخص بیمار ہو یا سفر میں ہو تو وہ اور دنوں میں گنتی کو پورا کر لے اور اس کی طاقت رکھنے والے فدیہ میں ایک مسکین کو کھانا دیں، پھر جو شخص نیکی میں سبقت کرے وہ اسی کے لئے بہتر ہے لیکن تمہارے حق میں بہتر کام روزے رکھنا ہی ہے اگر تم با علم ہو (184) ماہ رمضان وہ ہے جس میں قرآن اتارا گیا جو لوگوں کو ہدایت کرنے والا ہے اور جس میں ہدایت کی اور حق و باطل کی تمیز کی نشانیاں ہیں، تم میں سے جو شخص اس مہینہ کو پائے اسے روزہ رکھنا چاہئے، ہاں جو بیمار ہو یا مسافر ہو اسے دوسرے دنوں میں یہ گنتی پوری کرنی چاہئے، اللہ تعالیٰ کا ارادہ تمہارے ساتھ آسانی کا ہے، سختی کا نہیں، وہ چاہتا ہے کہ تم گنتی پوری کرو اور اللہ تعالیٰ کی دی ہوئی ہدایت پر اس کی بڑائیاں بیان کرو اور اس کا شکر کرو" [1]

واضح رہے کہ آیت مذکورہ (کُتِبَ) کے معنی ہیں "فرض کیا گیا۔" اور اللہ تعالیٰ کے فرمان (فَلْيَصُمْهُ) میں روزہ رکھنے کا حکم آیا ہے جو فرض ہونے پر دلالت کرتا ہے نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے: "اسلام کی بنیاد پانچ چیزوں پر ہے: "اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان میں ماہ رمضان المبارک کا روزہ رکھنا بھی ذکر فرمایا ہے: [2]

الغرض رمضان المبارک کے روزوں کی فرضیت اور فضیلت میں بہت سی مشہور اور صحیح احادیث وارد ہیں علاوہ ازیں تمام مسلمانوں کا اس پر اجماع ہے کہ رمضان المبارک کے

روزے فرض ہیں اور ان کا منکر کافر ہے۔

روزے کی مشروعیت میں حکمت یہ ہے کہ اس کے ذلیعے سے نفس انسانی کو رومی خیالات اور ذلیل اخلاق سے پاک کیا جائے اور اس کا تزکیہ اور تطہیر ہو۔ یہ ایک ایسا مقصد ہے جس کے حصول سے انسانی بدن کے وہ نختے تنگ ہو جاتے ہیں جن کے ذلیعے سے شیطان انسان کے جسم میں سرایت کرتا ہے کیونکہ۔

"ابن السیطان یجری من الانسان بحری الدم"

"شیطان خون کی طرح انسان کے رگ و پے میں چلتا ہے۔" [3]

جب کوئی شخص خوب کھانا پیتا ہے تو اس کا نفس خواہشات کی پیروی میں آگے بڑھنا چاہتا ہے جس سے انسان کی قوت ارادی کمزور پڑ جاتی ہے عبادات میں رغبت کم ہو جاتی ہے جبکہ روزہ اس کے برعکس کیفیت پیدا کرتا ہے۔

روزہ دنیا کے حصول کی تمنا اور اس کی فاسد خواہشات کو کم کرتا ہے آخرت کی طرف رغبت پیدا کرتا ہے مساکین کے ساتھ ہمدردی اور ان کے دکھ درد کا احساس دلاتا ہے کیونکہ روزے دار روزے کی حالت میں بھوک اور پیاس کی تکالیف کا ذائقہ خود چکھتا ہے یا درہے عربی زبان میں روزے کو صوم کہتے ہیں جس کے شرعی معنی میں "نیت کر کے کھانے پینے اور لہماح وغیرہ سے رکتا۔" نیز بے حیائی اور نافرمانی کی باتوں اور کاموں سے رکتا اس میں شامل ہے۔

روزے کا وقت صبح صادق کے طلوع ہونے سے شروع ہوتا ہے اور غروب آفتاب کے ساتھ ہی ختم ہو جاتا ہے۔

اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے۔

فَالَّذِينَ بَشَرُوا بِيَوْمَ اللَّهِ لَئِنْ كُنْتُمْ إِلَّا شُرَكَاءُ مَا تَدْعُونَ فَلْيَكْفُرُوا... ۱۸۷ ... سورة البقرة

"اس لیے اب تم ان سے ہم بستری کر سکتے ہو اور اللہ نے تمہارے لیے جو لکھ رکھا ہے وہ تلاش کرو اور کھاؤ اور پیو حتیٰ کہ تمہارے لیے صبح کی سفید دھاری کالی دھاری سے واضح (روشن) ہو جائے پھر تم روزے کو رات تک پورا کرو۔" [4]

جب ماہ رمضان کے شروع ہونے کا علم ہو جائے تو اس کے روزوں کی فرضیت شروع ہو جاتی ہے ماہ رمضان المبارک کے شروع ہونے کا علم تین طریقوں سے ہوتا ہے۔

پہلا طریقہ:

رمضان المبارک کا چاند دیکھنے سے اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

فَمَنْ شَهِدَ مِنْكُمُ الشَّهْرَ فَلْيَصُمْهُ... ۱۸۵ ... سورة البقرة

"چنانچہ جو شخص اس مہینے کو پائے تو وہ اس کا روزہ رکھے۔" [5]

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

"مَنْ نَوَّالَ رُؤْيِي"

"رمضان کا چاند دیکھ کر روزے رکھو۔" [6]

لہذا جس نے رمضان کا چاند دیکھ لیا اس پر روزہ رکھنا فرض ہے۔

دوسرا طریقہ

چاند دیکھنے کی شہادت سے۔ جب رمضان المبارک کے چاند دیکھنے کی شہادت یا خبر مل جائے تو ماہ رمضان کا آغاز سمجھے۔ اس کے لیے ایک ایسے شخص کی گواہی کافی ہے جو عاقل، بالغ اور معتبر ہو۔ سیدنا ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا فرمان ہے:

"أشهر من الناس الهلال، فأخبرت رسول الله، صلى الله عليه وسلم، أنه رأيت بهنم وأمر الناس بهنما."

"لوگوں نے ماہ رمضان کا چاند دیکھنے کی کوشش کی چنانچہ مجھے نظر آ گیا تو میں نے اللہ کے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو خبر دی کہ مجھے چاند نظر آ گیا ہے تو آپ نے روزہ رکھا اور لوگوں کو بھی روزہ رکھنے کا حکم دیا۔" [7]

تیسرا طریقہ

ماہ شعبان کے تیس دن مکمل ہونے سے اسی شعبان کا سورج غروب کے بعد مطلع صاف ہونے کے باوجود چاند نظر نہ آئے تو تیس دن مکمل ہونے پر ماہ رمضان کا آغاز ہو جائے گا کیونکہ اسلامی مہینہ تیس دنوں سے زیادہ نہیں ہوتا۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے:

"إن من أشهر شعبان وعشرون، فلا تفرحوا حتى ترووه ولا تظنوا حتى ترووه، فإن غم عليكم فافزروا."

"مہینہ اسی شعبان دنوں کا ہوتا ہے جب چاند دیکھو تب روزے رکھو اور چاند دیکھ کر روزے چھوڑ دو۔ اگر بادل وغیرہ ہو تو شعبان کے تیس دن پورے کر لو۔" [8]

سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی روایت سے بھی اس کی تائید ہوتی ہے۔ [9]

روزہ ہر اس شخص پر فرض ہے جو مسلمان، عاقل بالغ ہو اور اس کی طاقت رکھتا ہو۔ کافر شخص پر روزہ نہ فرض ہے اور نہ اس کی طرف سے درست۔ اگر وہ دوران رمضان میں توبہ کر کے مسلمان ہو جائے تو باقی ایام کے روزے رکھے اور حالت کفر کے گزشتہ ایام کی قضا اس پر لازم نہیں۔

بچھوٹے بچے پر روزہ فرض نہیں۔ اگر سمجھ دار چھوٹا بچہ روزہ رکھے گا تو اس کے حق میں وہ روزہ نقلی ہوگا۔

پاگل اور دیوانے شخص پر روزہ فرض نہیں۔ اگر وہ دایوگی کی حالت میں روزہ رکھے گا تو درست نہ ہوگا کیونکہ اس میں نیت شامل نہیں ہوتی جو ضروری تھی۔

عاجز مریض اور مسافر پر عجز و سفر کی حالت میں روزہ رکھنا فرض نہیں۔ جب مرض اور سفر کی حالت ختم ہو جائے تو دونوں شخص چھوٹ جانے والے رزوں کی قضا دیں گے اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

فمن كان مريضاً أو على سفرٍ فليدفع من أيام أخر... ۱۸۴ ... سورة البقرة



"تم میں سے جو شخص بیمار ہو یا سفر میں ہو تو وہ اور دنوں میں کنتی کو پورا کرے۔" [10]

روزہ رکھنے کا حکم الہی مہتمم مسافر تندرست مریض اور پاکیزہ حائضہ نفاس والی عورت بے ہوش شخص سب کو شامل ہے۔ ان سب پر فرض ہے کہ عذر ختم ہونے پر چھوٹ جانے والے روزے رکھیں کیونکہ اللہ تعالیٰ کا خطاب ان لوگوں کو بھی شامل ہے اور خطاب اس لیے ہے تاکہ وہ اس کی فرضیت کا عقیدہ رکھیں اور اس کی قضا یا ادا کرنے کا عزم باجزم رکھیں۔ بعض لوگوں کو اس ماہ رمضان میں روزوں کو ادا کرنے کا حکم ہے اور وہ ایسے لوگ ہیں جو تندرست اور مہتمم ہیں۔ اور بعض لوگوں کو قضا کا حکم ہے اور وہ حائضہ اور نفاس والی عورت یا وہ مریض شخص ہے جو روزے کو ادا کرنے پر قادر نہیں البتہ قضا پر قادر ہے بعض لوگوں کو ماہ رمضان میں روزہ رکھنے یا نہ رکھنے (دونوں کا اختیار ہے اور وہ مسافر شخص ہے یا ایسا مریض ہے جسے روزہ رکھنے میں مشقت تو ہے لیکن مرنے یا بیماری کے بڑھنے کا اسے ڈر نہیں۔

جس شخص نے کسی عذر کی بنا پر روزہ چھوڑ دیا پھر دن کے کسی حصے میں اس کا عذر جانا رہا مثلاً: دن کے کسی حصے میں مسافر سفر سے واپس آگیا یا حائضہ یا نفاس والی عورت دن کے کسی حصے میں پاک ہو گئی کوئی کافر مسلمان ہو گیا مجنون کو افاتہ ہوا یا بچہ بالغ ہو گیا تو یہ تمام لوگ دن کے بقیہ حصے میں کھانے پینے سے رکے رہیں اور روزے کی قضا بھی دیں۔" [11] اسی طرح دن کے کسی حصے میں مسلمانوں کو معلوم ہوا کہ آج تو رمضان المبارک کا پہلا روزہ ہے جو ہم نے (بوجہ مخالفت) نہیں رکھا تو یہ لوگ بقیہ دن کھانے پینے سے رکے رہیں اور اس دن کی قضا ماہ رمضان المبارک کے بعد دیں۔

روزے کے ابتدائی اور آخری وقت کا بیان

اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

أَلْعَلَّ كُمْ لَيْلَةُ الْقِيَامِ الْفَرِحُوا إِلَى نَسَائِكُمْ مِنْ لِبَاسٍ كَفَمٍ وَأَتَمُّ لِبَاسٍ لَمْ يَنْتَمِ إِلَى كُفْمٍ كُنْتُمْ تَنَاجُونَ أَلْفَسُّكُمْ خَابَ عَلَيْكُمْ وَعَفَا عَنْكُمْ فَالآنَ بَشِّرْهُنَّ وَأَنَّهِنَّ لَأَكْتَسِبْنَ اللَّهُ لَكُمْ وَكَلُوا وَأَشْرَوْا حَتَّى يَتَّبِعَنَّ لَكُمْ الْغَيْظُ الْأَبْرَأُ مِنَ الْغَيْظِ الْأَسْوَدِ مِنَ الْفَجْرِ حَتَّى أَتَوْا الْقِيَامَ إِلَى اللَّيْلِ وَلَا تُبَشِّرْهُنَّ وَأَنْتُمْ تَكْفُونَ فِي الْمَسْجِدِ تَلْكَ حُدُودُ اللَّهِ فَلَا تَقْرَبُوهَا كَذَلِكَ يُبَيِّنُ اللَّهُ لِنَاسٍ لَعَلَّهُمْ يَشْكُرُونَ ۝ ۱۸۷ ... سورة البقرة

"روزے کی راتوں میں اپنی بیویوں سے ملنا تمہارے لئے حلال کیا گیا، وہ تمہارا لباس ہیں اور تم ان کے لباس ہو، تمہاری پلوشیدہ خیاںوں کا اللہ تعالیٰ کو علم ہے، اس نے تمہاری توبہ قبول فرما کر تم سے درگزر فرمایا، اب تمہیں ان سے مباشرت کی اور اللہ تعالیٰ کی لکھی ہوئی چیز کو تلاش کرنے کی اجازت ہے، تم کھاتے پیتے رہو یہاں تک کہ صبح کا سفید دھاگہ سیاہ دھاگے سے ظاہر ہو جائے۔ پھر رات تک روزے کو پورا کرو اور عورتوں سے اس وقت مباشرت نہ کرو جب کہ تم مسجدوں میں اعتکاف میں ہو۔ یہ اللہ تعالیٰ کی حدود ہیں، تم ان کے قریب بھی نہ جاؤ۔ اسی طرح اللہ تعالیٰ اپنی آیتیں لوگوں کے لئے بیان فرماتا ہے تاکہ وہ یحییٰ۔" [12]

امام ابن کثیر رحمہ اللہ علیہ فرماتے ہیں: "اس آیت میں اللہ تعالیٰ نے مسلمانوں کو ایک رخصت دی ہے یعنی اس میں ابتدائے اسلام کا وہ ایک مشکل حکم ختم کر دیا گیا جس کی بنا پر روزہ افطار کر لینے کے بعد عشاء کی نماز یا اس سے پہلے سونے تک کھانے پینے اور بیوی سے مباشرت کرنے کی اجازت تھی۔ سونے کے بعد یا عشاء کی نماز ادا کر لینے کے بعد ان میں سے کوئی کام نہیں کیا جا سکتا تھا۔ ظاہر بات ہے یہ پابندی سخت تھی اور اس پر عمل مشکل تھا لہذا مذکورہ بالا آیت نے یہ پابندی ختم کر دی تب لوگ بہت خوش ہوئے کہ ان کے رب نے انہیں رات کے ہر حصے میں طلوع فجر تک کھانے پینے اور جماع کرنے کی اجازت دے دی ہے۔" [13]

اس آیت کریمہ سے روزے کے ابتدائی اور آخری وقت کی حد بندی بھی واضح ہو گئی کہ روزے کا ابتدائی وقت صبح صادق کے طلوع ہونے سے ہے جبکہ آفتاب غروب ہونے پر اس کا وقت ختم ہو جاتا ہے۔ سیدنا انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

"تَغْرُ وَكَانَ فِي غُورِهِ كَذَلِكَ"



"سحری کھاؤ کیونکہ سحری کھانے میں برکت ہے۔" [14]

علاوہ ازیں سحری کھانے کی ترغیب میں بہت سی روایات آئی ہیں اگرچہ پانی کا گھونٹ ہی کیوں نہ ہو نیز: طلوع فجر کے قریب (بناخیر سے) سحری کھانا مستحب ہے۔ اگر کوئی شخص طلوع فجر سے پہلے بیدار ہوا ہو اور وہ جنبی ہو یا اس وقت حائضہ عورت حیض سے پاک ہوئی ہو تو وہ پہلے سحری کھائیں اور روزہ رکھیں اور پھر غسل کریں۔ بعض لوگ رات کا اکثر حصہ جاگ کر گزارتے ہیں۔ پھر وہ طلوع فجر سے چند گھنٹے قبل سحری کھا کر سو جاتے ہیں۔ یہ لوگ ایسا کر کے درج ذیل غلطیوں کا ارتکاب کرتے ہیں:

1- یہ لوگ وقت سے پہلے روزہ رکھ لیتے ہیں۔

2- اکثر نماز فجر باجماعت ادا نہیں کرتے۔ اس طرح فرض نماز باجماعت چھوڑ کر اللہ تعالیٰ کے حکم کی نافرمانی کرتے ہیں۔

3- کبھی یہ لوگ نماز فجر اس حد تک مؤخر کر دیتے ہیں کہ طلوع آفتاب کے بعد ادا کرتے ہیں جو گناہ اور جرم ہے۔

اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے:

فَوَيْلٌ لِلْمُصَلِّينَ ۚ الَّذِينَ هُمْ عَنْ صَلَاتِهِمْ سَاهُونَ ۚ ... سورة الماعون

"چنانچہ ان نمازیوں کے لیے تباہی (اور وہیل نامی جہنم کی جگہ) ہے جو اپنی نماز سے غافل ہیں۔" [15]

فرض روزے کی نیت رات کے وقت کرنا ضروری ہے۔ اگر کسی نے رات کو روزہ رکھنے کی نیت کر لی لیکن وہ طلوع آفتاب کے بعد بیدار ہوا تو وہ کھانے پینے سے رک جائے تو ان شاء اللہ اس کا روزہ درست ہوگا۔

جب مشاہدے یا غالب گمان (اذان وغیرہ سننے) سے سورج غروب ہونے کا یقین ہو جائے تو روزہ کھولنے میں جلدی کرنا مستحب ہے۔ سہل بن سعد رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

"لا يزال الناس بخير ما عجلوا الفطر"

"جب تک لوگ روزہ جلدی افطار کرتے رہیں گے تب تک وہ خیر و بھلائی کے ساتھ رہیں گے۔" [16]

نیز فرمایا:

"كان الله تعالى: أحب عباده لي أن يفطرهم"

"اللہ تعالیٰ فرماتا ہے میرے محبوب ترین بندے وہ ہیں جو روزہ جلدی افطار کرتے ہیں۔" [17]

مسنون یہ ہے کہ تازہ کھجوروں سے روزہ افطار کیا جائے۔ اگر وہ میسر نہ ہوں تو خشک کھجوریں ہو جائیں ورنہ پانی پر اکتفا کیا جائے۔ سیدنا انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے۔

"كان رسول الله صلى الله عليه وسلم يفطر على رطبات قبل أن يُصلِّيَ فإن لم تكن رطبات ففلي تمرات فإن لم تكن خناخبات من ماء"



"رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نماز (مغرب) ادا کرنے سے پہلے تازہ لہجوروں سے روزہ افطار کرتے۔ اگر وہ نہ ہوتیں تو خشک لہجوریں کھالیتے تھے وگرنہ پانی کے چند گھونٹوں پر اکتفا کر لیتے تھے۔" [18]

اگر لہجوریں نہ ملیں اور پانی بھی نہ ہو تو کھانے پینے کی جو چیزیں اس سے افطار کر لیں۔

یہاں ایک اہم بات کی طرف توجہ مبذول کروانا نہایت ضروری ہے اور وہ یہ کہ بعض لوگ افطاری کے لیے دسترخوان پر بیٹھ جاتے ہیں اور شام کا کھانا مکمل طور پر کھا کر اٹھتے ہیں پھر وہ نماز مغرب باجماعت ادا کرنے کے لیے مسجد میں نہیں جاتے۔ اس طرح یہ لوگ باجماعت نماز پھوڑ کر بہت بڑی غلطی کا ارتکاب کرتے ہیں۔ یہ لوگ نہ صرف اجر عظیم سے محروم ہوتے ہیں بلکہ خود کو سزا کے لائق بناتے ہیں۔ صحیح طریقہ یہ ہے کہ وہ روزہ افطار کریں اور ادائیگی نماز کے لیے مسجد کی طرف نکل جائیں اور نماز سے فارغ ہو کر کھانا کھائیں۔

روزہ افطار کرنے سے پہلے کوئی بھی پسندیدہ دعا کرنا مستحب ہے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

"ان المسائم عن طرود عموہ لآرد"

"افطاری کے وقت روزے دار کی دعا ضرور قبول ہوتی ہے۔" [19]

علاوہ ازیں یہ مسنون دعا بھی پڑھے۔

"اللهم کن صمت وعلی رزقک افطرت"

"اے اللہ! میں نے تیرے لیے روزہ رکھا اور تیرے رزق کے ساتھ افطار کیا۔" [20]

جب آپ صلی اللہ علیہ وسلم روزہ افطار کر لیتے تو یہ کلمات کہتے:

"ذُئِبَ الطَّمَا، وَابْتَلَّتِ الْفُرُوقُ، وَجِئْتَ الْآخِرَانَ شَاءَ اللَّهُ"

"پیس ختم ہو گئی آستین تہو گئیں اور ان شاء اللہ، اجر محفوظ ہو گیا۔" [21]

ہر مسلمان کو چاہیے کہ وہ روزہ رکھنے اور افطار کرنے کے مسائل سیکھے تاکہ وہ مسنون طریقے سے روزہ رکھ سکے اس کا روزہ درست ہو اور اللہ تعالیٰ کے ہاں عمل مقبول ہو۔ یہ چیز نہایت اہم کاموں میں سے ہے۔ اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے:

لَقَدْ كَانَ لَكُمْ فِي رَسُولِ اللَّهِ أُسْوَةٌ حَسَنَةٌ لِّمَن كَانَ يَرْجُو اللَّهَ وَالْيَوْمَآءَ، انْزَوْذَكَرَ اللَّهُ كَثِيرًا ۚ ۲۱ ... سورة الاحزاب

"یقیناً تمہارے لیے رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وسلم) میں نمونہ (موجود) ہے ہر اس شخص کے لیے جو اللہ اور قیامت کے دن کی توقع رکھتا ہے اور بکثرت اللہ کو یاد کرتا ہے۔" [22]

[1] البقرة: 183/2-185

[2] صحیح البخاری الايمان باب دعا وكم ايمانكم حديث 8 و صحیح مسلم الايمان باب ارکان الاسلام ودعائه العظام حديث: 16-



[3] صحیح البخاری الاعتکاف باب هل يدرك المعتكف عن نفسه؟ حديث 2039-

[4]- البقرة: 2/187-

[5]- البقرة: 2/185-

[6]- صحیح البخاری الصوم باب قول النبي صلى الله عليه وسلم (إذا ربيتم الحلال فصوموا إذا ربيتموه فانظرو) حديث 1909

[7]- سنن ابى داؤد الصيام باب فى شهادة الواحد على رويه طلال رمضان حديث 2342-

[8]- صحیح مسلم الصيام باب وجوب صوم رمضان لرويه الحلال حديث 1080-

[9]- صحیح مسلم الصيام باب وجوب صوم رمضان لرويه الحلال حديث 1081-

[10]- البقرة: 2/184-

[11]- مؤلف رحمۃ اللہ علیہ کا یہ موقف محل نظر ہے کیونکہ جن پر ابتدائے دن میں روزہ فرض نہیں ہوا ان پر دن کے آخری حصے میں امساک ضروری قرار دینا کیسے درست ہے جبکہ وہ قضا بھی ادا کریں گے (تفصیل کے لیے ملاحظہ فرمائیں: المحلی لابن جزم 6/241)

[12]- البقرة: 2/187-

[13]- تفسیر ابن کثیر البقرة: 2/187-

[14]- صحیح البخاری الصوم باب بركة السجود من غير لهجاء حديث 1923-

[15]- الماعون 107-4-5

[16]- صحیح البخاری الصوم باب تعجيل الفطار حديث 1957-

[17]- (ضعيف) جامع الترمذی تعجيل الافطار حديث 700-

[18]- سنن ابى داؤد الصيام باب ما يفتقر عليه حديث 2356 وجامع الترمذی الصوم باب ما جاء ما يستحب عليه الافطار حديث 696 ومسند احمد: 3/164-

[19]- (ضعيف) سنن ابن ماجه الصيام باب فى الصائم لا ترد دعوته حديث: 1753 وارواء الغليل 4/41- حديث 921-

[20]- (ضعيف) سنن ابن ماجه الصيام باب القول عند الافطار حديث 2358-

[21]- (ضعيف) سنن ابن ماجه الصيام باب القول عند الافطار حديث 2357-

[22]- الاحزاب: 21-33-



حدا ما عنہی والشد علم بالصواب

قرآن و حدیث کی روشنی میں فقہی احکام و مسائل

روزوں کے مسائل: جلد 01: صفحہ 315